

رسائل وسائل

لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ

سوال: مجھ سے ایک گناہ سرزد ہو گیا ہے۔ اس کے بعد سے راتوں کی نیندازگی ہے۔ کیا کروں، کہاں جاؤں؟ کیا اپنا سب کچھ صدقہ کر دوں؟ کیا اللہ اس طرح معاف کر دیں گے؟ سخت پریشانی میں ہوں۔ میرے لیے کیا راستہ ہے؟ میری رہنمائی فرمائیے۔

جواب: جب گناہ پر ندامت اور پیشانی ہو تو یہ ایمان اور زندگی کی علامت ہے۔ جب کوئی کائنات پر چھپے یا چوٹ آئے اور آدمی اسے محسوس کرے تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ جسم شل اور بے حس نہیں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تجھے نیک کام کر کے خوشی ہو اور گناہ کر کے تکلیف ہو تو، تو مومن ہے۔“ (ترمذی)

گناہ کی مثال ایک بیماری کی ہے۔ جب بیماری کا آغاز ہو اور آدمی کو تکلیف پہنچ تو وہ اس کا علاج کرتا ہے۔ اگر علاج کر کے بیماری کا ازالہ کر لیا جائے تو آدمی صحت مند ہو جاتا ہے، لیکن اگر غفلت میں بتلا ہو جائے اور علاج نہ کرے تو بیماری بڑھتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ کینسر یا موت کی طرح مہلک بیماری کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور پھر لا علاج ہو کر بہاکت کا باعث بن جاتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص شراب یا نشہ آور چیز کا استعمال کرے تو ایک دو مرتبہ ایسا کرنے کے بعد اسے چھوڑنا آسان ہوتا ہے لیکن اگر وہ نشے کا عادی ہو جائے تو پھر جان دے دیتا ہے لیکن نشہ نہیں چھوڑ پاتا۔ اگر شروع میں احساس گناہ ہو جائے تو یہی وقت ہے کہ اس سے بازا آ جائیں۔ جو پریشانی لاحق ہوتی ہے اسے دور کرنے کے لیے استغفار کریں۔

آدمی سے جب گناہ ہو جائے تو اسے مایوس کا شکار نہیں ہونا چاہیے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ

نے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہوا ہے۔ یہ دروازہ اس وقت بند ہوتا ہے جب آدمی پر جان کنی کا عالم طاری ہو۔ اس سے پہلے پہلے توبہ کرے تو توبہ قبول ہوتی ہے۔ کفر، شرک، کبیرہ اور صغیرہ گناہ سب قابلِ معافی ہیں۔ قاعدہ یہ ہے کہ جب گناہ سرزد ہو جائے تو آدمی کو اولاً اس پر ندامت اور شرمندگی ہونی چاہیے۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ سے اس پر بخشش اور معافی مانگے۔ تیرے درجے میں ارادہ کرے کہ آئینہ اس گناہ کے قریب نہیں جائے گا اور گناہ کے کاموں کا دوبارہ ارتکاب نہ کرے گا، بلکہ نیکی کو اپنا معمول بنائے گا۔ حدیث میں ہے کہ گناہ کرنے والا جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ دھبہ لگ جاتا ہے، اگر توبہ کر لے تو وہ ذور ہو جاتا ہے۔ اگر توبہ کرنے کے بعدے گناہ کرتا چلا جائے تو تاریکی دل پر چھا جاتی ہے۔ آدمی کا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ برائی کو اچھائی اور اچھائی کو برائی سمجھنے لگ جاتا ہے۔ پھر اسے توبہ کی توفیق نہیں ملتی۔

آج کل ہمارے معاشرے میں جو لوگ برائی کے ریاض نظر آتے ہیں، یہ برائی کے علم برداز، مبلغ اور اسے قائم و نافذ کرنے اور رواج دینے والے ہیں۔ انہیں بے حیائی، عربی، فاشی، بدکاری، مردو زدن کا اختلاط، شراب و کباب کی محفلوں میں ننگے ناچ کرنا، ریڈ یوٹی وی، کیبل کے ذریعے رقص و سرود کی مخلوط محفلیں سچانا اور گھروں میں ماوس، بہنوں، بیٹیوں کے ساتھ میٹھے کران کو دیکھنا، یہ سب ان کو نہ صرف گوارا ہے بلکہ یہ انہیں روشن خیالی نظر آتی ہے۔ پاک بازی اور پاک دامنی، نیکی و تقویٰ اور غیر محمرموں کے ساتھ میں جول سے احتراز، ان کو اچھا نہیں لگتا۔ پاک باز اور پاک دامن لوگوں کو وہ دیقا نوی، غیر ترقی یافتہ اور رجعت پسند قرار دیتے ہیں۔ یہ سب لوگ نیکی کے مقابل کھڑے ہوتے ہیں، نیک لوگوں کے ساتھ مجاز آ رائی کرتے ہیں اور کفار کے آئے کار اور ان کی تہذیب کے ریاض ہیں۔ یہ یک دم نہیں بلکہ تدریجیاً اس مقام تک پہنچے ہیں۔ یہود، بھی مصیتوں کے مختلف مراحل سے گزر کر انبیا علیہم السلام کے قتل اور کفر تک پہنچے تھے اور اللہ تعالیٰ کے غضب و رغبہ کے مستحق ٹھیکرے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ذلیکَ بِمَا عَصَنُواْ وَكَانُواْ يَعْتَدُونَ ۝ (آل البقرہ: ۲۱:۲) ”یہ اس سب سے ہوا کہ انہوں نے اللہ کی نافرمانی کی اور وہ حد سے بڑھے جاتے تھے۔“

لہذا یہ ناگزیر ہے کہ اس طبقے میں شامل ہونے سے اپنے آپ کو بچایا جائے۔ برائی کی